

طلبہ حدیث کی خدمت میں چند گزارشات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

علم حدیث کے طلبہ کی خدمت میں چند باتیں عرض کی جاتی ہیں:

(۱)..... پہلی بات: اتباع سنت اور اپنی اصلاح سے متعلق ہے۔ ویسے تو ہر طالب علم کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیے لیکن مشکوٰۃ تک پہنچنے کے بعد اپنی اصلاح کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس پر نظر دینی چاہیے کہ ہمارے اخلاق و اعمال، معمولات و مشاغل، معاملات و معاشرت اور ہماری دن رات کی زندگی حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے یا نہیں، اگر ہے تو الحمد للہ، اس پر شکر کرنا چاہیے اور استقامت کی دعا کرنی چاہیے، اور اگر نہیں ہے تو ہمیں اپنی زندگی حضور ﷺ کے اسوۂ مبارکہ اور آپ کی سیرت طیبہ کے مطابق ڈھالنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان محدثین کی قبور کو اپنی رحمت اور انوار سے منور فرمائے جنہوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے ایک ایک عمل، ایک ایک قول اور آپ کی مبارک زندگی کے ہر ہر موقع کا ایک ایک معمول اپنی اصلی حالت میں ہم تک پہنچایا، جس قدر تفصیل و وضاحت اور توازن کے ساتھ حضور ﷺ کی سیرت کو حضرت امیرِ محدثین نے محفوظ فرمایا پوری انسانی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ یہ امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں حضور اکرم ﷺ کی زندگی و سیرت کا روشن چراغ ہمارے لیے مشعل راہ کا کام نہ دیتا ہو۔ اس لیے علم حدیث کے ایک سچے طالب علم کا منصب اور مسئولیت صرف یہ نہیں کہ وہ حدیث کے فقہی اور فنی مباحث کو اس نیت سے یاد کرے کہ امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہو اور بس! بلکہ ضروری ہے کہ اس میں سنت کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی فکر ہو اور اس کا ہر کام اور ہر عمل اتباع سنت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو کہ اسی سے اس کی زندگی میں روحانیت آئے گی اور اس کے علم میں برکت اور فیض کا سامان پیدا ہوگا۔ اصل مقصد اتباع سنت ہونا چاہیے، اسی سے علم نافع اور منتفع بنتا ہے۔

(۲)..... دوسری بات: کثرتِ درود و استغفار سے متعلق ہے۔ علم حدیث کے طلبہ کو درود شریف اور استغفار کا کثرت

کے ساتھ اہتمام کرنا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ کے ہم پر جو بے شمار احسانات ہیں ان کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر مومن درود شریف بکثرت پڑھنے کا معمول بنائے اور علم حدیث کے طلبہ کو تو اس کا اہتمام خاص طور سے اس لیے کرنا چاہیے کہ حدیث اور درود دونوں کا تعلق حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سے ہے، اس سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ محبت پیدا ہوگی اور دل میں آپ ﷺ کی عظمت اور عقیدت کی جڑیں راسخ ہوں گی۔

اسی طرح دن رات چھوٹے بڑے گناہ انسان سے سرزد ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات ان کی طرف آدمی کا خیال بھی نہیں جاتا، غیبت، دل آزاری، اسراف، جھوٹ، لالچ، یعنی میں وقت کا ضیاع، ناجنسوں سے اختلاط اور دروابطہ غرض یہ کہ اس طرح کے کئی گناہوں کا ارتکاب ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دل پر ایک ظلمت سی چھا جاتی ہے اور گناہوں کی ظلمت کے ساتھ حدیث شریف کی روحانیت اور حلاوت محسوس نہیں کی جاسکتی، اس لیے حدیث کے طلبہ کو چاہیے کہ وہ کثرت سے استغفار کا اہتمام بھی کریں کیوں کہ کثرت استغفار ہی گناہوں کی وجہ سے دل پر آنے والی ظلمت دور کرنے کے لیے نسخہ اکسیر ہے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، درس گاہ کی طرف آتے ہوئے، سبق کے شروع اور اختتام کے وقت بہت آسانی کے ساتھ درود اور استغفار کا اہتمام ہو سکتا ہے، ذرا سی توجہ کی ضرورت ہے، اس کا اگر معمول بنالیا جائے تو ان شاء اللہ حدیث شریف کے مبارک ثمرات سے محرومی نہیں ہوگی۔

(۳)..... اس کے ساتھ ساتھ علم حدیث کے طلبہ کو چاہیے کہ اللہ ہی سے مانگیں، اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور دعا کرنے کا ذوق اپنے اندر پیدا کریں، حضور اکرم ﷺ کی وہ نور دعا میں تو حدیث کے ایک سچے طالب علم کو از بر یاد ہونی چاہئیں جن میں ہر ضرورت اور ہر بھلائی کا احاطہ کیا گیا ہے، ہر عمل کے لیے دعائیں لکھی گئی ہیں، ہر مصیبت اور ہر پریشانی سے نجات کے لیے وظیفہ سکھایا گیا ہے اور ہر مقام کی مناسبت سے ذکر کی تلقین کی گئی ہے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، اوڑھنے پہننے، صبح وشام، طلوع وغروب اور سفر و حضر..... غرض یہ کہ زندگی کے ہر ہر عمل کے لیے بلیغ اور موثر دعائیں احادیث میں موجود ہیں، ان کا موثر و مسنون دعاؤں کا اگر معمول بنالیا جائے تو پوری زندگی ذکر اللہ کی خوشبو میں رچ بس جائے گی اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور دعا کرنے کا ذوق پیدا ہوگا، ”من رزق الدعاء لم يحرم الاجابة“۔

ذیل میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کی ”آپ بقی“ سے ان کا مشکوٰۃ شریف شروع کرنے کا واقعہ نقل کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو کس قدر مقبولیت عطا فرمائی، وہ تحریر فرماتے ہیں:

”۷ محرم ۱۳۳۲ھ کو ظہر کی نماز کے بعد میری مشکوٰۃ شریف شروع ہوئی۔ والد صاحب نے خود ہی ظہر کی امامت بھی کی تھی اور نماز کے بعد غسل فرمایا اور اس کے بعد اوپر کے کمرے میں جہاں ان کا گدا وغیرہ بچھا رہتا تھا اس پر کچھ بچھا کر دو رکعت نفل پڑھی، پھر میری طرف متوجہ ہو کر مشکوٰۃ شریف کی بسم اللہ اور خطبہ مجھ سے پڑھوایا، پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر پندرہ بیس منٹ تک بہت ہی دعائیں مانگیں، مجھے معلوم نہیں کیا کیا

دعائیں مانگیں لیکن میں اس وقت میں ان کی معیت میں صرف ایک ہی دعا کرتا رہا: ”یا اللہ! حدیث پاک کا سلسلہ بہت دیر میں شروع ہوا، اس کو مرنے تک اب میرے ساتھ وابستہ رکھیے۔“ اللہ جل شانہ نے میری ناپاکیوں، گندگیوں اور سینات کے باوجود یہ دعا ایسی قبول فرمائی کہ محرم ۳۲ھ سے رجب ۹۰ھ تک تو اللہ کے فضل سے کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا جس میں حدیث پاک کا مشغلہ نہ رہا ہو، اگرچہ دعا کے وقت میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے، اگر میں نے پڑھ بھی لیا پھر درس بھی ہو گیا تو حدیث پاک پڑھانے تک دس بارہ سال لگ ہی جائیں گے..... مگر اللہ جل شانہ مسبب الاسباب ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ فرمادے تو اسباب خود اس کی مخلوق ہے۔“ (آپ بقی: ۵۵/۱)

(۴)..... چوتھی بات علم حدیث کے طلبہ سے یہ عرض کرنی ہے کہ وہ لغویات اور لالیعنی کاموں سے بچنے کا اہتمام کریں۔ قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے مؤمنین کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ کہ وہ لغو سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں، اور حدیث میں ہے: ”من حسن إسلام المرء ترك ما لا يعنيه“ عموماً طلبہ فضول باتوں اور لالیعنی امور میں بڑا وقت ضائع کر دیتے ہیں اور کبھی کوئی گھنٹہ خالی ہو تو وہ کپ بازی کی نذر ہو جاتا ہے، کبھی کسی استاذ کے آنے میں تاخیر ہو تو وہ وقت بھی بے فائدہ گفتگو میں طلبہ ضائع کر دیتے ہیں۔ کم از کم حدیث کے طلبہ کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے کہ ان کا کوئی وقت بے فائدہ اور لالیعنی کاموں میں ضائع نہ ہو۔

درجہ مشکوٰۃ میں پہنچنے کے بعد کسی طالب علم نے حدیث پڑھنا تو شروع کر دی لیکن اس کی حالت یہ ہو کہ وہ درس حدیث کے آداب کی رعایت نہیں کرتا، مکرے یا گھر سے ویسے ہی منداٹھائے درس گاہ میں آ کر بیٹھ گیا، نہ وضو کا اہتمام، نہ دل میں اتباع سنت کا جذبہ، نہ اپنے تزکیہ نفس و قلب اور اصلاح اخلاق کی فکر، نہ دل میں حضور ﷺ کے کلام کی عظمت و ادب کا احساس، نہ متن حدیث کی طرف توجہ، امتحان کے دنوں میں چند فنی بحثیں کسی کتاب یا تقریر سے یاد کر لیں، امتحان دیا اور چل دیا، ظاہر ہے ایسا شخص حدیث کی حلاوت اور اس کی روحانیت کیا محسوس کرے گا اور حدیث کی برکات اسے کیوں کر نصیب ہوں گی؟! مستشرقین میں کتنے بد نصیب ایسے ہیں جن کی پوری زندگی حدیث نبوی کی علمی موشگافیوں میں گذر جاتی ہے لیکن وہ اس دنیا سے جاتے ہیں تو ایمان کی ابدی سعادت سے محروم ہوتے ہیں۔

اس لیے علم حدیث کے طلبہ سے میری دردمندانہ گزارش ہے کہ وہ حدیث شریف کو پوری توجہ و احترام کے ساتھ اور آداب کی رعایت رکھتے ہوئے پڑھیں، دل میں اتباع سنت کا جذبہ ہو، کلام نبوی کی عظمت ہو، وضو کا اہتمام ہو، لب پر درود و استغفار ہو، لغو فضول سے احتراز ہو..... اس طرح حدیث پڑھنے سے ان شاء اللہ نبی اکرم ﷺ سے ایمانی تعلق میں بھی اضافہ ہوگا اور حدیث کی وہ ایمانی کیفیت و حلاوت بھی حصے میں آئے گی جو قافلہ محدثین کے خوش نصیبوں اور عہد نبوی کے سعادت مندوں کو نصیب ہوئی تھی۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین